جلد ۶ | بمبئی ۔ دوشنبہ ۱۴ شوال المکرم ۱۳۱۸ھ مطابق ۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء | نمبر ۴

مقدمۃ الجیش

اب شامت آئی

بہت اچھلتے تھے بہت آفت مچا رکھی تھی بچیں اب کہاں بھاگ کر جاتے ہیں۔ جنرل میتھون اور جنرل بلائل کی فوجیں کلان وِلیم پہنچ گئیں چند روز میں جنگ بھی شروع ہو جائیگی۔ بعض کا خیال ہے کہ ڈچوں کے حملے رد کرنے کا کام بہت مشکل ہے کیونکہ اول تو راستہ بہت دشوار گذار ہے۔ دوسرے ان وحشیوں کے پاس رسد کا سامان بھی عالی الحساب پڑا ہوا ہے۔ خیر دیکھا جائیگا۔ لڑائی تو شروع ہونے دیجئے۔ فوج بیچارے ہیں کیا چیز۔ کہسان آفت و فنا ہیں گے ہمارا لطف دار تو جب دیکھئے آپ قلعی کھل جائیگی۔

پھیر کھانا پڑا

کمبخت فوج وحشیو نکی بدولت خدا جانے کیا کیا دقتیں پیش آئے کریں افسوس ان وحشیوں نے تو ناک میں دم اور دم میں ناک کر دی تھی جب دیکھئے ایک نیا گل کھلاتے رہتے ہیں لیجئے اب کچھ نہیں۔ تو بیٹھے بٹھائے مقام پیٹرسبرگ کی جنوب کی ہی بعض ریلوے سڑکیں وحشی برباد ان ڈشکست کر ڈالیں اور چونکہ ایکطرف کی ریل کی پٹریاں ٹوٹ گئیں اسوجہ سے انگریزی باربرداری اور سامان رسد وغیرہ کی لانے اور لیجانے میں قسم قسم کی دقتیں اٹھ کھڑی ہوئیں تو ہیں بلکہ کل اسباب ناتال کے راستے سے لیجانا پڑتا ہی خدا جانے کس منحوس ساعت میں یہ لڑائی چھڑی تھی کہ جسکی ٹرانسوال میں فتنہ فساد شروع ہوئی تب سے ہمارے زمانہ دولت کو ایکدن بھی چین سے سونا نصیب ہوا۔

آپس میں ارتباط

شہنشاہ جرمنی برٹش فوج کے فیلڈ مارشل مقرر ہونے اسلئے ڈیوک آف کنات شہنشاہ موصوف کو ایک تلوار نذر کی۔ شہنشاہ موصوف نے اپنے فیلڈ مارشل مقرر ہونے پر مسرت ظاہر کی اور شاہ ایڈورڈ کو انہوں نے ڈریگون گارڈ رجمنٹ کا کرنل انچیف مقرر کیا۔ ہر میجسٹی کوئین وکٹوریہ بھی اس رجمنٹ کی سردار تھیں بیشک یہ بارک اور نیک تقرری دونوں سلطنتوں کے لئے محبت اور اتفاق کی ایک نشانی ہے جرمنی اخبار بھی شہنشاہ جرمن کے برٹش فیلڈ مارشل مقرر ہونے پر بہت کچھ خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور سب اسپر متفق الرائے ہیں۔ کہ یہ بات دونوں سلطنتوں کے گہرے دوستانہ کی گواہ ہے اور ہے بھی ایسا ہی۔

جہان تخت قیصری میں نقارے بجے ماتم بھی وہین

زمانے کی ابلہ فریبی کے دم میں نہ آنا - یہ کبھی ایک حال پر دخود رہتا ہے - اور کبھی پلٹا کھاتا ہے - اور تو اور اسکے بعض بعض نیرنگ نے حضور اعلیٰ جناب ملکہ معظمہ عالی تک کے برباد کردیا - لوگ خوشیان منا رہے تھے سال لگنے کی خوشی میں شادیانے کے نقارے بجا رہے تھے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کو دیکھتے کے سب سنگ کیطرح دنیا کی غائب ہوگیا - اب یقین ہے کہ اوسکو اٹھتے ہی بری بری سب تکلیفین مصیبتین دور ہوجائینگی خصوصاً ملک میں جو بعض نقصانات ہمارے ہوئے تھے قحط وغیرہ اوسکا بھی بدل ہوجائیگا - یہ خبر ہی نہتی کہ یہ منحوس سن اپنی فہرست میں سنہ ۱۹۰۱ء کا بھی چاند لگنے کا سبب ہے - اسنے آتے ہی وہ قیامت مچا دی کہ آنکھو بہ جس واقعہ کا خواب میں بھی خیال تھا افسوس اس سنہ نے آنکھون سے دکھا دیا - بھلا یہ کسکو امید تھی کہ زمانہ کی الٹ پھیر اور سنہ ۱۹۰۱ء کے آتے ہی یہ میں کریچ میں غلط کھانا پڑیگا - وہ عیش و آرام آنا فانا خواب و خیال ہوجائیگا - وہ عیش و خوشی کی مجلسین وہ پُرتکلف جلسے سب ایک واقعہ جانکاہ کے مضمون میں درہم برہم کر رہ جائینگے - سال نو کی خوشی میں ہمنے بھی نعیب سمجھی تھی کہ تمام ملکے رنج و افسوس کی شکل دکھلاکر ناظرین خود ہی انصاف کرین - کہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی رحلت کا غم ایسا غم ہے کہ جسکا داغ وفادار رعیت کے دل سے دور ہوجائے - غضب تو یہ ہے کہ کوئی ایسی تدبیر نہین کہ جس سے یہ کلفت دور ہو طبیعت مسرور ہو اس غم کے اظہار کی صورتین مختلف ملکون میں مختلف طریقون سے دیکھی جاتی ہین - یہ سب کچھ ہی کر وہ گوہر نایاب جو قسمت کے ہاتھون سے ہم لوگون نے چھین لیا کہان مل سکتا ہے مگر خیر اتنا حیلہ بغیر غم ظاہر کئے رہ نہین سکتی اسلئے اپنے دل کی ہر

بمبئی میں اظہار غم

ع وفاداری یہ ہے یہ عالم میں غمخوار ایسے ہوتے ہیں -

اس غم جانکاہ مین بمبئی کی وفادار رعایا نے پورا پورا ثبوت دیا - یون تو جس روز رحلت کی خبر موصول ہوئی اوسدن بھی بعض بعض بیوپاریون نے اپنی اپنی دکانین بند رکھین - بعض نے اوس کے دوسرے دن اپنے کاروبار موقوف کئے - مگر ۲ فروری کو جو حضور ممدوحہ کی تدفین کا روز تھا کیفیت تمام دکانین بند رکھی گئین - ہر قسم کا لین دین تمام دن بلکہ تمام رات بند رہا - بمبئی جیسے شہر مین دفعۃً ہر کاروبار کا موقوف کر دینا ایک سرے سے تمام دکانون کا بند ہوجانا کوئی آسان بات نہین - عام طور پر اسکی بہت بڑے غم کا اثر محسوس ہوا صبح ۹ بجے تک تو بعض دکانین مسلسل کھلی رکھوائی گئین مگر ۹ بجے کے بعد سے تو تمام شہر کی عجیب کیفیت تھی جدھر دیکھئے غول کے غول لوگون کے جمع تھے اور یہی گفتگو تھی - تمام شہر ویران معلوم ہوتا تھا جسکو دیکھئے مجسم غم کی صورت بنا ہوا تھا مگر افسوس ریلوی کمپنی نے اسقدر بھی غم کا اظہار مصلحت نہ کیا صرف ورکشاپ بند رکھی گئین بھلا اگر ریلوی بند کی جاتی تو اسمین کی آمدنی ہی سے خاص حضور ممدوحہ کی یادگار مین کوئی چیز قائم کی جاتی - ٹرامبے کمپنی نے بھی صرف ایک سیاہ جھالر پر اکتفا کی - اور تو اور فیروز والون نے بھی ریلوے کمپنی اور ٹرامبے کمپنی کا ساتھ دیا - اہل وطن نے تو شاید اس غرض سے دکانین کھلی رکھی تھین کہ یہ تو سیاہ چیز ہے اور اسکے کہانے سے بھی دل سیاہ ہو جاتا ہے - جو اس حساب سے گویا وہ بھی اس غم میں شریک ہوگئے مگر یہ نون کمپنیان اسکی محروم ہی رہین - سبب یہی مگر اس غم کا ملال دل سے کسیطرح نہین جا سکتا - اون کا ذکر ہر قسم کی خوشی کا بدلہ ہے تو صرف شاہ ایڈورڈ ہفتم نامدار کی

تخت نشینی

اگر حضور ممدوح کے جلوس سے اس تخت کو ازسرنو رونق نہ حاصل ہوئی ہوتی - تو بیشک رعایا کیلئے غم رفع ہونے کا کوئی پہلو نہ تھا - مگر ہزار ہزار شکر اوس بادشاہ حقیقی کا کہ ایسے رعایا پرور عدل گستر مجسم رحم سراپا انصاف نے تخت شاہی کو اپنے جلوس سے زیب و زینت بخشی - حضور ملکہ معظمہ کی رحلت کا صدمہ جسطرح بیحد اور بے نہایت رعایا کے دل پر عام طور سے تھا اوسیطرح حضور کی تخت نشینی کی خوشی عام ہوئی - اگر اوس غم سے لوگ آنسو بہاتے تھے تو ساتھ ہی اس خوشی سے بغلین بھی بجاتے ہین اور ہر ادنیٰ اعلیٰ اسبات کی قوی امید رکھتا ہے کہ جسطرح حضور ملکہ معظمہ کے عہد معدلت مہد میں لوگ امن اور رعایت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اوسیطرح حضور کے عہد میں اپنی داد پائینگے - یون بھی اس امر کی ہر طرح سے سبکو پوری پوری امید تھی جہ جائیکہ آپنے جلوس اور رسم تخت نشینی کے وقت خود بھی زبان معدلت ترجمان سے وعدہ فرمایا کہ میں اپنے عہد حکومت میں انصاف اور حق پروری کو کبھی نہین چھوڑونگا - اگر جناب کا عدل اور انصاف علم طور پر سب رعایا پر مبذول رہیگا مگر ہر امر میں مجھے اپنے دل سے رعایا کا بہت کچھ فکر رہیگا - یہی سبب ہے کہ حضور کی تخت نشینی سے دیسی رعایا کا دماغ جہت سے عرش بریں پر پہنچگیا ہے - وہ تو کہئے کہ کوئی محال حضور ملکہ معظمہ کی رحلت کے غم نے انکو بالکل بیدست و پا بنا رکھا ہے ورنہ خدا جانے یہ لوگ کیا کیا خوشی منا رہے تھے - ذرا یہ غم تو سہ لینے دیجئے - پھر ہمارے غریب دیسیون کو جو ہمیشہ تنگی میں بہال کہیا کئے دیکھئے گا کہ کیا رنگ لاتے ہین - اور کیسی کیسی خوشیان مناتے ہین ابھی تو حضور ملکہ معظمہ کے غم رحلت میں دم بیٹھے بیٹھے ہین خدا وہ دن بھی دکھائے کہ انکو اپنے دلی

کابلی تخت پر کون بیٹھیگا

ناظرین کو یہ سرخی تھوڑی دیر کیلئے ضرور فکر و وہم میں ڈال دیگی کہ یہ کیا۔ لیکن نہیں کوئی وہم کی بات نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ اس سرخی پر اینجانب کے ہمعصر امیر الاخبار بمبئی نے ایک مضمون لکھا ہے لہذا اینجانب نے بھی وہی سرخی دھر گھسیٹی۔ اب سنئے کہ ہمعصر مذکور کسی انگریزی اخبار سے ترجمہ کرکے لکھتا ہے کہ ضیاء الملۃ والدین امیر عبد الرحمن صاحب والی کابل نے تخت کابل کو اپنے فرزندوں میں سے کسیکے نام نہیں کیا۔ اور نہ امیر موصوف کا ارادہ ہے کہ اسکا انتظام فرمائیں بلکہ ایک مرتبہ بطور تجاہل عارفانہ خود ایک اسپیچ میں فرمایا کہ تخت کابل کے ولیعہد کی جان ہمیشہ معرض خطر میں ہے۔ اور جو تخت شاہوں کا انتخاب کرنے والا وہ حقیقی بادشاہ ہے اسلئے میں بھی تخت افغانستان کے لئے کسیکو اپنے انتخاب سے ولیعہد نہیں بنا سکتا۔ بلکہ اسکو بھی میں اوسی زمین و آسمان کے بادشاہ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ جسکو چاہیگا افغانستان کا حاکم بنائیگا۔ اسکے متعلق اسپیچ کے دوران میں بہت کچھ فرمایا۔ اب نہیں معلوم ہم کہ ضیاء الملۃ والدین یعنے امیر صاحب کابل کی کیا مصلحت ہے۔ آپنے اثناء اسپیچ میں یہ بھی فرمایا کہ اسطرح مقرر شدہ ولیعہد نہ صرف اپنا تاج و تخت کھو بیٹھتا ہے بلکہ اکثر اوقات اوسکو اپنی عزیز جان کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں۔ بعض وقت ایسا ولیعہد دنیا کی لالچ اور حرص کے لئے سلطنت کے شوق میں اپنے والد ہی کے قتل یا خون کا مرتکب ہو جاتا ہے مگر شکر ہے کہ میں اپنے فرزندوں کی نسبت ایسا گمان بھی نہیں کرسکتا۔ تاہم افغانوں کی جبلت اور ان کی چالبازیوں اور بدمعاشیوں سے بیخبر نہیں ہوں۔

اللهم زد فزد

کب تک کسی کے اوج کے صدمے سہا کرے
ہو جائے جل کے خاک نہ حاسد تو کیا کرے

بعض جل ککڑی سلطنتیں ترکی ترقی کو دیکھ دیکھ کر کیسی کیسی جلتی ہونگی۔ مگر خدا کی دین میں کیا کسیکا دخل آتا ہے۔ وہ بادشاہ حقیقی ہے جس کو مناسب سمجھتا ہے ترقی عطا فرماتا ہے جسکو چاہتا ہے زوال دیتا ہے۔ یہ مثل مشہور ہے کہ سنہ حسد حاسد بدذات سے کیا ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ حاسد جلے یا جل بجھ کے بالکل خاک سیاہ ہو جائے ہم تو یہی کہینگے کہ خداوند دو دونی اور دولت چوگنی ترقی نصیب کرے۔ توپخانہ عامرہ کا کام خدا کے فضل سے دن بدن ترقی پذیر ہے بلکہ یہاں تک کام بڑھا کہ موجودہ عمارت ناکافی ہوگئی اسلئے دو ہزار قرش مکان کو وسیع کرنے کیلئے ابھی منظوری ہوئی۔

ترکی توپخانہ میں اعلی درجہ کی توپیں بننے لگیں۔ ہر ہفتہ خدا کی عنایت سے توپوں کی ایک معقول تعداد تیار ہوا کرتی ہے۔ اور ان توپوں کو ترکی جنگی افسر آزمایش کے موقعپر بھیجا کرتے ہیں۔ کام بڑی دھوم سے چلتا ہے۔

علاوہ یہاں کے جرمنی سے بھی آئے دن توپوں کی فرمایش رہتی ہے۔ شہنشاہ جرمن بھی فوراً ایسی توپ یا بندوق کا نمونہ فوراً حضور سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجتے ہیں جو اونکے ملک میں نئی قسم کی بنتی ہے۔ یورپ کے اکثر ملکوں سے بھی برابر نئی ساخت کی توپوں اور بندوقوں وغیرہ کے نقشے آتے رہتے ہیں۔ غرضکہ کوئی وقت جنگی سامان کی ترقی سے خالی نہیں جاتا۔ ترکی سپاہی بھی بہت دنوں سے بیکار بیٹھے [illegible] موقع اور جنگ کا انتظار ہے۔

حسن اتفاق

ترقی ہو یا تنزل بحکم خدا کچھ نہیں ہوسکتا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جو بات مشیت ایزدی سے ہونیوالی ہوتی ہے دنیا میں اوس کے سامان بھی ویسے ہی مہیا ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ آجکل ترکی سلطنت کیلئے غیب سے ترقی کے سامان مہیا ہو جایا کرتے ہیں چنانچہ آجکل ترکی سلطنت کے لئے غیب سے ترقی کے سامان جمع ہوتے جاتے ہیں خدا چشم بد سے بچائے۔ اسمیں شک نہیں کہ کوتاہ بین آنکھوں اور بدخواہوں کا زہرہ ٹوٹ گئے دل کے ان واقعوں اور ایسی ترقیوں کے ساتھ اون پر کیا کچھ قیامت نہ گذر جاتی ہوگی مگر اینجانب کی رائے میں اصل تو یہ ہے کہ حاسدوں کی آنکھیں ہی اسی قابل ہیں کہ بغیر آگ کے جل کر چوپٹ ہو جائیں وہ نہ دیکھ سکیں تو نہ دیکھ سکیں۔ خدا کی دی ہوئی دولت میں کمی تھوڑا ہی ہوسکتی ہے بلکہ حاسدوں کا حسد بڑھتا جاتا ہے اوسیقدر باعث خداداد ترقی کو اور بھی ترقی کیلئے کے سامان میسر ہو جایا کرتے ہیں۔ فی الحال ترکی گورنمنٹ میں یہ بات زیر تجویز ہے کہ طہران یعنے پایۂ تخت ایران میں ایک تجارتی کوٹھی کھولی جائے۔ چنانچہ اس تجویز کو عملی طور پر اظہار کرنے کیلئے بعض خان شوکت جو مالک تجارت ترکی واقع طہران کی فارسی کے منشی ہیں آنریری کونسل مقرر فرمائے گئے ہیں۔ خدا نے چاہا تو یہ بات کا عملی صورت میں آجانا کوئی بڑی بات نہیں ہے کیونکہ اول تو دونوں سلطنتوں میں آئے دن اتحاد و اتفاق بڑھتا جاتا ہے۔ دوسرے اسمیں نقصان کی کوئی صورت نہیں ہے بلکہ باہمی اتفاق اور اتحاد کا ایک عمدہ نتیجہ ہے اور یقین ہے کہ جسوقت اس تجارتی کوٹھی کا پورا انتظام مستقل طور پر ہو جائیگا اوسوقت ترکی اور ایران میں بہت کچھ منافع حاصل ہونگے اور [illegible] نصیب ہوگی۔

صلاح تو اچھی ہے

ٹرانسوال وحشی ابھی اب سے زیادہ وحشت دکھلاتے جاتے ہیں ۔ اگرچہ یقینی امر ہے کہ ایک دن اپنی بدمعاشیوں کی سزا بھی اچھی طرح بھگتیں گے ۔ گو یہ مثل مشہور ہے کہ نہ رہیگا بانس نہ بجیگی بانسری ۔ بیشک گھبرائے ہوئے ہیں گے آخر ایک دن اس کا خمیازہ بھی اٹھائیں گے ۔ اب جو انکی وحشت کچھ اور رنگ لاتی جاتی ہے ۔ انڈین ڈیلی نیوز نامی اخبار لکھتا ہے کہ کیپ کالونی میں اسقدر شورش برپا ہو رہی ہے جو کی وجہ سے بوئر قیدیوں کی حفاظت اور نگرانی غیر محال ہی نہیں بلکہ مشکل ہے مشکل ہو گئی ہے لہذا لارڈ کچنر نے لارڈ رابرٹس کے نام ایک خط روانہ کر کے اس امر کی استدعا ظاہر کی ہے کہ حتی الامکان بوئر قیدیوں کو ہندوستان کسی محفوظ مقام پر روانہ کرنے کی کوشش ایسے نازک وقت میں بہت ضروری ہے ۔ لارڈ رابرٹس صاحب اس معاملہ میں گورنر جنرل کشور ہند حضور لارڈ کرزن کیساتھ خط کتابت فرما رہے ہیں برادنسیل کمانڈر انچیف آف انڈیا کی ہدایت ہے بوئر قیدی جنکی تعداد ایک ہزار بتلائی جاتی ہے کیپ ٹاؤن سے بمبئی میں لائے جائیں گے ۔ اور بعد ازاں آگرہ بھیجے جائیں گے (واقعی ۔ ... کی آب و ہوا خیال نہیں انکے سکونت کے لئے پسند کیا جاویگا ۔ بیشک صلاح تو اچھی ہے ۔ ظاہرا کی خاطر بھی سمجھے جاتے ہیں اول تو یہی کہ یہاں انکی حفاظت میں کوئی دقت واقع ہو ہی نہیں سکتی دوسرے ہندوستان کی رعایا قیدیوں کے دیکھنے کی بھی بہت مشتاق ہے اسکا ارمان بھی نکل جائیگا لیکن بعض کوتہ اندیش جو فوج بھی آسکے دیکھی زیادہ بتائی جسکی ہماری بادشاہی فوج کی طرف سے انکی بدگمانیاں کرتے ہیں انپر بھی جب یہ حال کھلیگا اور قیدیوں کو جب معلوم ہوگا کہ ان میں کسی سے لڑنے کی ہمت نہ تھی خود ادھر بھی

یک نشد دو شد

فرماتے ہیں یہ لوگ توپ دم کرانے کے قابل ہیں اب ظل اللہ تعالی نے پہلے ہی حکم لگا چکے ہیں بلکہ یوں کہو کہ پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ بیشک قرار واقعی گوشمالی نہ کیجائیگی تب تک انکی وحشت دور نہ ہو گی مثل مشہور ہے کہ آہن با آہن توان کرد نرم ۔ ہمارے بعض وقت تو ایسا ہی جی چاہتا ہے کہ ہم بھی رسیاں آپکی کو خود ولایت جا کے ان منحوسوں کی خبر لیجئے ۔ ہم جانتے ہیں کہ جب خود انکی طرف توجہ میدان کارزار کی طرف مبذول ہوگی تو کیا کچھ قیامت برپا ہو جائیگی مگر کچھ موقع محل دیکھ دیکھ کے رہ جاتے ہیں ۔ بیان ٹرانسوال وحشی اگر بیان ہوتے تو ہم بتلاتے کہ دکھ اور لڑائی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے اب اگر شریف ہوتے تو تو آپسے کبھی لڑنے بھڑنے کا نام بھی نہ لیتے ہم تو سمجھتے تھے کہ بوئر کوئی شریف لوگ ہوں گے مگر اب تجربہ سے معلوم ہوا کہ یہ منحوس کوئی بڑے پرلے سرے کے کمینے ہیں کیونکہ شریفوں کی یہ حرکتیں ہی نہیں ہیں شریف ہوتے تو کبھی اس قسم کا برتاؤ ہی نہ کرتے بھلا اب جاتے کہاں ہیں ۔ ابتو انکا حال معلوم ہو ہی گیا ہے بس اب ادھر خبر جلد ہی لیجائیگی ۔ خبر نہ لیجائے تو کیا ہو آپ ہی انصاف کیجئے ۔ کہ یہ بھی کوئی بات ہے ۲۹ جنوری کو ان منحوسوں نے غضب ہی کیا ۔ راسبرگ کے قریب ۲۰ جریح داخل شدہ برٹش سپاہیوں کو بلا مقابلہ گرفتار کر کے لیگئے ۔

خیر اس پر بھی صبر کیا تو اب اور سنئے کہ کمبرلی کے شمال میں مویشیوں اور سامان رسد سے بھری ہوئی ایک ٹرین پر قبضہ کر بیٹھے ۔ بھلا یہ کیا بیہودہ حرکت کی ۔ اسلئے تو ہم انکا نے حکم لگا دیا کہ یہ لوگ اس قابل ہیں کہ توپ دم کرا دئے جائیں ۔

غضب ہی کیا

واقعی بلکہ فی الواقعی ڈچ بوئروں کی حالت اب بالکل رحم کھانے کے قابل نہیں رہی یہ لوگ بغیر سخت سزا پائے اپنی شرارتوں سے کبھی باز نہ آئینگے منحوسوں کی شرارت کی کچھ انتہا ہے ۔ نادر بے لحاظ ہے نہ تہذیب ہے نہ تمیز ہے ایسی گستاخ قوم کی جبتک کہ قرار واقعی سزا نہ ہو گی تب تک سنبھل نہ سکیگی غضب خدا کا ان شرارتوں کی بھی کچھ انتہا ہے ۔ جہاں جی چاہا بلائے ناگہانی کی طرح آ دھمکے جسے جی چاہا لوٹ لیا مار ڈالا لوٹ لیا ۔ جو چاہا کر گزرے جب جی چاہا خم ٹھونک کے کھڑے ہو گئے بھلا یہ بھی کوئی انسانیت ہے ۔ ۲۹ جنوری کو ایک ٹرین جس میں لارڈ کچنر سوار ہو کر ڈربن جا رہے تھے ۔ منحوسوں نے اسپر حملہ کی تیاری کی ۔ اور غضب تو یہ کیا کہ صرف حملہ ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ ٹرین کے انجن کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا تب تک چین نہ لیا ۔ اگرچہ مقابلہ میں پسپا ہو گئے ۔ نقصان بھی ہمارا کم ہوا ۔ ہزار نقصان کم ہوا مگر یہ کیا حرکت ہے ۔ ہر وقت کے کم ہی کم کا اگر اندازہ کیا جائے تو نقصان کی ایک فہرست طویل مرتب ہوتی ہے ۔ ایسا کیا انہوں نے اپنی خالہ کا گھر سمجھا ہے کہ جب آئے کچھ نہ کچھ لیکر لوٹتے بنے بس بس بہت ہم کھایا ۔ منحوس نہ وقت دیکھتے ہیں نہ موقع جب جی چاہتا ہے وہ کر گزرتے ہیں ناظرین ہی انصاف کریں کہ آخر ان زیادتیوں پر کہانتک کوئی صبر کرے ۔ وہ تو کہئے کہ ہماری گورنمنٹ فطرتاً کچھ متحمل مزاج واقع ہوئی ہے ۔ ورنہ ان منحوسوں کو حقیقت معلوم ہو جاتی اگر گورنمنٹ کے مزاج میں اس قدر بردباری نہ ہوتی تو یہ وحشی کیا کہیں چھپ کر بھی اپنی جان بچا سکتے تھے ۔ ہرگز نہیں خیر آئندہ دیکھا جائیگا آخر یہ بے تہذیبی کبتک ۔

آج ہے منحوسی بدقسمتی ہی ہیں وہ لوگ جو برسوں کی کوشش آگئی ۔

نہین ہی تو کیا کرین

محسود وزیری بھی عجب مسخرے ہین۔ ہماری گورنمنٹ نے اونپر ایک لاکھ کا جرمانہ مقرر کیا تھا اسمین سے انہون نے صرف تین سو روپیئے دیئے اور کہدیا نہین ہے تو کیا کرین بہت معقول کیا کرین کی بھی ایک ہی کہی۔ نہین ہے تو ہم کیا کرین چوری کرو۔ ڈاکہ ڈالو۔ جو ردیجون کو گروی رکھو بھیک مانگو۔ زمین اوکھاڑو۔ آسمان پھاڑو۔ غرض کچھہ بھی کرو۔ ہماری گورنمنٹ کو تو تم ۹۹ ہزار سات سو روپیہ دیڈالو۔ ۳۰۰ روپیئے پیش کرکے تم اپنے دل مین یہ خیال کرنا کہ گورنمنٹ بوجہ اپنی عالی حوصلگی کے پھول نہین تو پنکھڑی ہی سمجھہ کے پیش کردہ رقم کو غنیمت سمجھے گی۔ وہ سمجھہ تو لیتی۔ کیونکہ اوسے ایسی ایسی رقمون کی کیا پرواہ ہے۔ لیکن تمہارے کرتوت ایسے برانگیختہ کرنے والے ہین کہ تمنے گورنمنٹ کو برافروختہ کردیا۔ اسلیئے اوسنے تمپر اپنی فوج چڑھادی ہے اور تم کو محاصرہ مین لے لیا۔ اگر تم جرمانہ کی رقم نہین ادا کرسکتے تو خیر فوجکا خرچہ ہی دیدو۔ جو رقم تم نے دی ہے یہ تو ایک ہی روز کا خرچ ہے۔ ڈیڑہ مہینے وہ تمہارے ملک مین مہمان رہی اور تمہارے شہر کے گرداگرد چوکیان قایم کرکے تمہاری حفاظت کی۔ اگر اس خدمت کا معاوضہ نہ دو تو خرچ خوراک تو دیدو۔

تم چاہتے ہو کہ یون ہی ٹال جائے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ جو رقم کہ تم دیتے ہو اتنے کا مال تو برٹش علاقہ مین لوٹ مار کرکے تم ایک ہی روز مین لیجاوگے پھر بھلا گورنمنٹ ایسی رقم خفیف پر کیون کیسے لے سکتی ہے۔

ہندی مسلمانون کی عالیحوصلگی

چندۂ حجاز ریلوے

نام	مقام	رقم	معرفت
فتو خان صاحب بٹلر	کلکتہ	[illegible]	
شیخ عبداللہ صاحب کمبر	"	[illegible]	فتو خان صاحب بٹلر
عبدالرحمن صاحب بیکر	"	[illegible]	"
عبدالمجید منشی صاحب	"	[illegible]	"
غضنفر خان صاحب	"	[illegible]	"
دلبر صاحب	"	[illegible]	"
عبدالرزاق صاحب	"	[illegible]	"
معظم صاحب	"	[illegible]	"
رشید علی صاحب	"	[illegible]	"
عبدل صاحب	"	[illegible]	"
یونس علی صاحب بارنگ	"	[illegible]	"
انجمن میان صاحب	"	[illegible]	"
۲۶ صاحبان آگے ملا	"	[illegible]	"
(مذکورہ بالا صاحبان سٹیمر میکا بی آئی کمپنی کے ہین)			
محمد جعفر علی صاحب	کشنگنج	[illegible]	
سید الرحمن صاحب	پیلی بھیت	۲/	
منشی عبدالشکور صاحب	"	۲/	سید الرحمن صاحب
نادر حسین صاحب	"	۲/	"
ماسٹر سید عبدالعزیز خان صاحب	"	[illegible]	"
سید عبدالعلی صاحب	دھمتری (رائپور)	[illegible]	
سیٹھ اسحق عرف سیٹھی صاحب	"	[illegible]	سید عبدالعلی صاحب
منشی احمد یار خان صاحب	"	۲/	[illegible]
ڈاکٹر منشی محمد [illegible] صاحب	"	۲/	[illegible]

ہندی مسلمانون کی فیاضی

نام	مقام	رقم	معرفت
منشی صادق صاحب	دھمتری (ضلع رائپور)	[illegible]	سید عبدالعلی صاحب [illegible]
منشی سبحان صاحب	"	[illegible]	"
منشی عبدالعلی صاحب	"	[illegible]	"
منشی عبدالرحمن صاحب	"	[illegible]	"
قاضی عبدالصمد صاحب	"	[illegible]	"
متفرق رقم	"	۳ روپیئے [illegible]	"
میزان		[illegible]	
رقم سابقہ		[illegible]	
میزان کل		[illegible]	

جو حق مسلمانون کے ذمہ اس چندہ کا یا اس کا ذکر مین کسی طرح کی بھی مدد کا ہے وہ محتاج بیان نہین اور اکثر لکھا بھی جاچکا ہے اور مختلف شہرون اور مقامون سے ایک عرصہ سے چندہ شروع ہوا ہو مگر ابتک جس زور و شور کیساتھ اسمین مدد کرنی چاہئے وہ بات نہین پیدا ہوئی۔ افسوس مسلمانان ہند ابتک غفلت مین پڑے ہوئے ہین۔ دنیا کے ہزارون کامون مین فضول روپیہ خرچ کرتے ہین مگر دین کے ایک کام کیطرف بھی جان و دل سے ہر طبقہ کے لوگ متوجہ نہین ہوتے۔ آج ہفتہ بی آئی کمپنی کے میکا اسٹیمر کے مسلمانون کا چندہ دفتر مین وصول ہوا ہی اور چندہ باقی ہے۔ اپنے حوصلہ کے موافق سب لوگ اسمین شریک ہون ہم امید کرتے ہین کہ اور جہازون کے مسلمان بھی بہت جلد اس کارخیر کیطرف توجہ کرینگے۔

معرکہ آرائی

ختم لیلۃ القدر کی کھجور

بارود بنگا افلاس دور

عودی پنچایت گھر سے قول فیصل پہپا مدخان صاحب سلمہ اللہ الاخو والاقل وروو صدحین تسلیمات کی سیر کبھی کھجورین- آداب کا شکم پر گو خالی دو سیر دیا پالی پر گزارش کی باسی سوئیان عید کے بعد تبرک کی مصداق- لیے قدیم تلو قسائی کیطرف سے مبارکبادی کے ساتھ ہدیتاً قبول فرمائیے- البتہ نوشجان فرمانیکی اجازت وہی مین ذرا سا تامل ہے- ترافر کی شکایت معاف شرط موخر پر ہو گئے ہو جائیگا خوف ہے- کیونکہ ساحے زمانۂ افطار ہو چکا- یہان فاقون کے استغفار مین بیٹھے والے- عید و سوئیون کیطرح خیالات پریشان ہین گرہوش کی لیجیے پریشانی کا کیا ذکر ہے- آپ نے نواسوال کی لڑائی کا سوال جو شدومد سے آجکل چل رہا ہے سنا ہوگا اسیطرح سوڈان کی مہم کا سودا بھی ضرور سر مین چکر کھاتا ہوگا- اور کرم سے کم چین کے معاملے تو چین بچین کر رکھا ہوگا- اب کٹ و پیٹیالی سے کھجور کی داستان بھی سن لیجئے- ہر آئندہ انشاء اللہ کبھی سمع خراشی نہوگی- عید کا دن مبارک ہو نہین شک نہیں گر گرمیت بھی بعض اوقات ایسی ٹانگ اڑائے رہتی ہے کرخدا کی پناہ- ہلال عید کی رویت مین اختلاف ہونا مطلع کی صفائی اور کدورت پر منحصر ہے- چونکہ ایجانب نے عدم رویت کی وجہ سے غرہ شوال عید کو بھی روزہ رکھا تھا- بمبئی کے راوی دو دن ناحق جرلائے کر بسی منہ مین پانی آنے لگا- سارا مشہور ہوا کہ آج عید سعید ہے سوئیان اڑا دو شیر خرما چکھو- گر گمان یہ تھا بعد کو لگ لیے لوٹانے اور چکھنے کے لیے ترغیب تری شمار ہوا ہین- الغرض ایسے میں ٹیلیگرام کیا گیا کہ خبر کی تصدیق ہو جائے- سانجھ تک تو اچھی خاصی خیریت رہی- مگر تھوڑی دیر گئے چلکر مزاج زمانے نے پلٹا کھایا- یعنے ایجانب ٹہلتے ٹہلتے ایک مسجد مین جا پہنچے- کیا ملاحظہ کرتے ہین کہ مسجد مذکور کے اہل محلہ کی سفید ریش شرافت کا جوہر پیشانیون مین چھپائے اپنی اپنی ناک مین ناک کے نتھنے پھلائے موروثی بزرگانہ رعب پر شب قدر کی تھوڑی سی گر فاتحہ شدہ کھجورون کے حصے بخرے کرنے پر آمادہ ہین- اسمین کچھ شک نہین کہ شریف اور قدیم خاندانون مین یہ رسم بدستور قایم ہے کہ فاتحہ نذر نیاز کی چیزین آپسمین صلح و حق بجانبی کیساتھ تقسیم کر لیا کرتے ہین اور جہان یہ رواج ہے وہان ایسا ہی صلح سے کام لینا چاہیے- آپ جانتے ہین منگل کا دن بیچ بلکہ اینگ بیچ کا دن ٹہرا- بلا وجہ بچارا بھی منحوس نیست کا مصاب ہو گیا- بلکہ دعوی کیساتھ میرا فرعون چہوٹا بھائی ہے کی آواز آنے لگی- پھر کیا تھا- وہ جا پہنچے ہی ہفت ہشت کی ٹہری- ایجانب شش و پنج مین ہین کہ کیا کیا جائے- سچ تو یہ ہے الوداع رمضان کے معنی ابھی روشن کچھ الم نشرح ہوئے- الوداعی گھڑی نے خانہ خدا کی ایک کانچ کی ہانڈی پر کھانا کھن کی داغ دیئے ہی کہ خالی دماغ نمرود کے سر کیطرح اس بیچارے کو پاش پاش کر دیا کہ صاحب ڈھیکے صاحب ہائی ہائی جائی دو دو چھوڑ دو کہتے کہتے ناک مین دم اور دم مین سانس آ گیا مگر آفرین ہے ان رگون کو جنہون نے اپنا نام اور منہ جلانے مین کوئی کسر اٹھا نہ رکھی- سچ یہ ہے اس قوم کا حال جسے غیر و نحو باتوں باتون مین اپنا بنایا اور پرایو کو یگانہ کرنے مین بیگانگی پر لات ماردی-

اے قوم کیا تیرا حال قیامت تک ایسا ہی رہیگا- کیا تو فتنہ و فساد کے خزانے کی قوم المنشو تک مالک بنی رہیگی کیا تو غبار بغض و عداوت کی سرمن کے آئینہ دل کو نہ لیا کے گرد ہو جو دور نہ کرنا چاہیے کیا تیرے دشمن کو تیرے بچون کے رگ و ریشہ مین اسی خون فاسد کو جوش ہو تا رہیگا- خدا کیلیے اپنے قدیم حالات پر نظر ڈالو اور اپنے نتیجے معدوم کو نوشیر اتفاق پلا کر اور شفقت کیطرح پرورش کی نگاہ رکھو بیسیرو پا جھگڑنے- خدا بچانے دفتری کیلیے سیکڑون روپئے کورٹ مین خرچ کر دیگے اس سے حاصل یہی کہ گھوڑون کی سواری سے حیثیت سیر ہو گئی- اب خود بدولت خو گیرہ لیے پیر پیرے مین کبھی بنگالی نصیب ہے ملاقات ہو اور وہ کہہ سکے کہ میان خود متغیر ہو کیا دیگے تو اوسکو الف لیلہ کے جناتی خزانون کی کثرت سے قائل کر دیا- گھر پٹی ٹیکس ایک روپیہ ہی کیون نہوا دا کرنا جاپہر آ گیا- کھانے پینے کی حالت خودی اور لوگو کو بتاتا ہے مین کہ اگر رمضان مین شیر خرمے کی کھجور تک میسر نہین اور دو چار چپے جو ہے گیئن تو وہ بھی خیریت سے اونٹ کی داڑھ مین زیرہ-

ہر طرفین کر بلکہ جہان جہان گئے دن اس قسم کی لٹھم لٹھا ہو جاتی ہے وہان سے بھی طرفین کو سمجھانا کیہتے ہین کہ اپنی ہتک آپ نہ کرو- اسپر بھی خیال نہ کیا جائے تو بقول کسے یہ بھی یاد رکھنا ضرور ہے کہ تمہارا گناہ اسمین کچھ نہین کیونکہ جیسے محبت علی اور شفقت علی نے استعفا دیا طالب علی نے قایم مقامی کا چارج لیا- او سدن تو ٹری خبر گذری کہ معاملہ جلد فرو ہو گیا- اور فریقین کو کھجورین ملتے ہی ترش روئی اور تلخ مزاجی ہوا ہو کر عید کی خبر آنیسے پہلے شیر خرمہ کیطرح شیر و شکر ہو گئی اسکے بعد خبر عید مبارک کی آئی- یار لوگون نے روزہ افطار کیا اور دوسرے دن چہارشنبہ کے روز نو قابل بیر کپڑے پہنکر عیدگاہ کے میدان مین پچے مسلمان بنکر اچھل کود کرنے لگے- آئندہ یار زندہ صحبت باقی-

راقم

دہلی کفر توڑ نفاق مرشد

گلشن آبادی

دل جگر دونون ہمیشہ خانۂ زنبور ہوئے
داغ سے زخم ہوئے زخم سے ناسور ہوئے

ائے سپہر ستمگر کس مولانا بہادر کیا کہین
آتش غم کے شرارے سے ایسا پہونکا جاتا ہون
کہ اور باتین عالم ہو نظر آتی ہین خدا کی پناہ ہے
جب سے ہمارے شاہ کو ہم سے جدا کیا + وہ بھی مراد اونچی
نہ پائے خدا کرے ۔ اس کو وقت دنیا کی کیا حالت
بیان کیجائے خدا جانے یہ دنیا ہے کہ قہر جنجال
آفت کی پرکالہ ہے یا غم والم کا گہر ہے آہ کرون تو
جگ جلے اور سارا جنگل جلجائے دہائی جپڑی نہ
جلے کہ جسمین آہ سمائے ۔ اور آسمان پر یہ زمانہ بڑا ہے کہ فلک
گجر رفتار کو بیٹھے بیٹھے اور بھی ورد کی سوجھی ہے
کہ الامان الحفیظ اس نے آدم سے تا ایندم کیا کیا
آفتین ڈھائی کس کس طرح دلون کو پاش پاش
اور ثمر صنوبری کا فاش نہا ہوا اس کے کنگی پر بیا ہی
مین مادہ رحم کا جوش نہ کہا یا بردباری کی جگہ پژمردہ
کا صیغہ گردانتا رہا اس گجر رفتار کے نیچے کتنے آئے
اور چلتے ہوئے سب تگور سکندر نہ بھی فردا را ہے شے
نامیون کے نشان کیسے کیسے اکتنی رعایا پرایا کو
باری خانہ بے تکلف بجبکہ عدم آباد کر چلتا کرتا رہا ائی
غضب تو یہ کیا کہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو کہ اون کی
خوبی خوش اسلوبی نیک نیتی عدل گستری رعایا
پروری کہ مادر مہربان سے بھی زیادہ شفیق فیض
رسان جہد نظر فرض کیا کیا بیان کرون یہ تو سمجھو کہ
اون کے خوش نیتی نے اس زمانہ پر دل ہلا دون مین
بھی امن و امان سے اوقات بسر کا موقع دیا وہ بلند
اقبالی وہ دولت مندی وہ فتوحات وسیع مملکت
وہ کثیر الاولادی کہ جس کی نظیر دنیا مین نہین کون
رعایا پرور وفادار نہا کہ درازی عمر ترقی اقبال

کی دعا نہ کرتا رہا اگر ہائے کس زبان سے کہین
اور لاؤ دو ہزار غم و الم و حسرت و افسوس تو یہ
ہے کہ تاریخ یکم شوال کہ جس کو یوم عید شادی و
فرحت کہتی ہین عرش سے فرش تک اس کے
بسیار [illegible] وہان اہل اسلام کو دیتے ہین وائے
قسمت کہ یوم شادی ہین نوید غم نے اپنا پہرا
اور ڈالا اور دنیا عالم تاریک شب دیجور کا نقشہ کہینچ دیا
کر دیا ہم نامرادون کی عید کیا خالی ۔ اور وائے
قسمت بد ڈیان پری وشان کی کہ ملکہ معظمہ کے
سر تاج شاہی رہنے سے کیا فخر حاصل تہا
کیا تمنا تہین فہو المراد تہین کون تہا کہ جس کو اس
کے اقبال کا فرحت بخش نوید نہ تہا کون سلاطین
ہین کہ جن کے دلون مین اون کے وسیع مملکت
کا فخار کہنکتا نہ تہا مطابق تاریخ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء
اس دار فنا سے رحلت فرمایا و فنا تاریخ کیا کہ انقلاب
زمانہ کا نقشہ سوجہنے لگا یہ وہ غم ہے کہ جس کا معاوضہ
مل نہین سکتا کون ہے کہ اس غم مین گرفتہ وہ خاطر
نہین کون ہے کہ دلداری کا دم نہین بہرتا لہجے
بیان بہی درج ہے جلسے پر جلسے ہو گئے چنانچہ
جناب مسٹر ایل جی میلر صاحب بہادر انگریزی مجسٹریٹ
داناپور نے جلسہ ماتم پرسی اپنی ملکہ معظمہ کا تاریخ ۲۴
جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو بصدارت اپنے گورنمنٹی اسکول
مین بڑی شان و تزک و احتشام سے منعقد فرمایا
کل رعایان داناپور کیا عیسائی کیا مسلمان کیا ہنود
کیا یہود سب ہی اظہار غم مین ایک دوسرے پر سبقت
لئے جاتے تہے اور جناب مسٹر ایل جی میلر صاحب بہادر
کی غمگساری کا کیا پوچھنا اونہون نے خود و دیگر
چند شخصون نے غم و حسرت کو الفاظ پر درد مین بیان
کیا اور بحضور جناب وائسرائے ہند ٹیلیگراف دیا
اور یہ تو آپ سمجھ گئے ہون گے کہ اس مین جو کچھ
بخرچ آمد صدر انجمن شد اب لیجئے دوسرا جلسہ

تاریخ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو منجانب انجمن ہدایت اسلام
دانا پور با اہتمام و کفالت اخراجات شیخ کریم بخش صاحب
سکریٹری انجمن بعد ازان جناب مولوی عبد الحکیم صاحب
بمکان صدر انجمن منعقد ہوا جناب مولوی عبد الغفور صاحب
نے بہت ہی دردناک الفاظون مین سانحہ عاطفت مہر
نیاز مادر مشفقہ کے اوٹھ جانے کے غم کا ترجمان
کیا اور تار جناب وائسرائے ہند کو دیا اس تاریخ مین واقعہ
ناجائز قابل شنیدہ یہ ہوا کہ نہ صاحبان جلسہ کا چہرہ نہ
صدر انجمن کا نشان مولانا مسٹر سید خان صاحب اور از
عقلمندہ از مسجد بر شد در پاکٹ یاران دست درازی
نمود لغدہ حرمت جیپنید بس اب باقی کیا قلم روشنائی
کا نمونہ جہت سے یاران جلسہ کا خیالی تصور باندہ کر
جامع مسجد مین جلسہ ختم کر بنگاہ اظہار غم کے بحضور جناب سرپرستی
ہند تار لوٹ کہ دیا شہدی قلم سے فسخ کی سجدہ کی بیرونی
اپنے سر باندہلی ماشاء اللہ چشم بد دور اب آئے گئے یہ
تیسرا جلسہ بہی دیکہ لیجئے کہ تاریخ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء
کو مدرسہ انجمن اسلامیہ داناپور منجانب جناب حشمت دار
خانصاحب مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ بصدارت جناب
مولوی سید شاہ نظیر حسن صاحب مدظلہ منعقد ہوا
اسمین جناب حکیم مسلم صاحب وغیرہ نے نہایت وضاحت
سے اظہار غم کی تشریح کی اور آخر مین صدر انجمن نے
اغراض جلسہ بیان فرمایا سچ تو یہ ہے کہ حاضرین
جلسہ نے تہ دل سے غم و افسوس ظاہر کیا چنانچہ باتفاق
رائے حاضرین جلسہ تار بحضور جناب نواب گورنر جنرل
صاحب بہادر کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ہم رکن ممبران
انجمن اسلامیہ و کل مسلمانان داناپور کہ اپنی مادر مشفقہ
ملکہ معظمہ کے انتقال سے وہ نقصان و خسارہ اوٹہانا
پڑا کہ جس کا معاوضہ تا زندگی مل نہین سکتا اور
یہ وہ غم جانکاہ جگر خراش ہے کہ جس کا دفعیہ ہو
نہین سکتا بجناب غم و افسوس کے ساتھ استدعا
کرتے ہین کہ ہم لوگون کے اظہار غم و تعزیت کی خبر

بحضور ہز امپیریل مجسٹی کنگ اڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہندوار خاندان شاہی کردیا جائے) دیا گیا اس کا غرض عالی یہی سے جناب حشمت داد خانصاحب نے دیا آپ تو جانتے ہیں کہ جس میں جو خود غرضی ہوتی ہے وقت پر چوکتا نہیں اسمین بھی مولانا مشر سید خانصاحب نے تار میں ذکر جامع مسجد و نام خود و چند دیگر کسان کے لکھنے کی سخت کوشش کی گرغرض یہ ہے کہ دلی وفاداری سے یہ جلسہ اٹھایا غم ماتم پر یہی عام رعایا مسلمان کی طرف کیا گیا تھا تمام حاضرین جلسہ نے تحریر کذب اور تحصیل عزت خاص سے انکار کیا اسپر کیا پوچھنا ہے محرک صاحب تو آپ آپ کیا کہ تار نا رسیدہ ہوتے چلتے نظر آئے ۔ (باقی آئندہ)

السلام

خستہ جگر

بعلم

ع ۔ ق ۔ نور وحدت ۔ از جیالی دانا پور

عید کا چاند

دکھا دو چاند سا مکھڑا کہ دید ہو جائے
گلے سے آکے لپٹ جاؤ عید ہو جائے

ہے کھوٹ پیچ سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ خدا تمہارا ریش دراز کرے اور بوڑھا پا سنوار دے تمہارے کیمین تم آؤ جاکر عنوان کے شعر کو اپنے اور پر چسپان کرلو ۔ اور پھر اپنے چاند سے مکھڑے ۔ خیالی حُسن ۔ فرضی شباب کی دھن مین کسی دیہاتی گنواری گوالن کیطرح کو لہے مٹکا مٹکا کر اسطرح نہ چلنے لگو کہ مٹکیا الگ ٹوٹے اور تم جدا ٹھوکر کھا کر اڑے ٹرے دھڑام ۔ چاروں شانے چت ۔ انشا عقیقبل ہو جاؤ ۔ تم کیا جانو یہ کمینوں شعر کسی نماز گزار دین داکہان ۔ محبوب دل و جان کی یاد میں سرکار مادر دولت کے قلم اعجاز رقم سے بے ساختہ نکل پڑا ہے ۔ مرارت سینہ میں بھی حبیب وہی صاحب جمال ہے ۔ اوسی کے جھگڑے کا ہر دم خیال ہے ۔ معشوق بھی کیسا جس کی پارسائی کی چاردانگ بہا گلیور میں بھی دھوم ہے ۔ جس کا ثانی ناپید و معدوم ہے ۔ جس کے پاکدامنی پر نیلا بازار کی ساری رنڈیاں قسم کھاتی ہیں ۔ اچھی اچھی نال مُرداسیان کان پکڑتی ہیں ۔ جس کی عفت و عصمت کا سنہرا ملمع ماچمک چمک کر حُسن کو اور بھی دوبالا کرتا ہے ۔ گلی گلی اور کوچے کوچے اوس کا نام اوچھالا کرتا ہے یعنی جس کی سونے کی ننھی گھڑی کے چند دلم کیطرح نمونہ ملتی ہے اور کا نور ہو سکتے نام جگر پکڑ گئی ہے اوس کولی لونڈے آپس کی اوچھا ٹھیک چھوڑ خلاف وضع فطری سے منہ موڑ اوس کے غلام کے غلام بلکہ ملازم بن گئے ہیں مختلف رنگ کے کپڑے بدل ہر گھڑی و ہر پل تن گرگٹ کیطرح دن بھر میں سینکڑوں رنگ بدلتی ہیں اور پھری دالوں کے مانند محبت کا سودا سر میں لئے عشق کا گٹھر پیٹھ پر لادے اوس کے کوچے میں چکر لگاتے ہیں ۔ مگر وہ ایسی حیادار ۔ ہما کی کیطرح معدوم ۔ بوئے گل کیطرح پنہان ۔ ہندوستان کے اتفاق کی صورت دلاتی ہے ۔ منتظر آنکھیں جلوہ دیکھنا ترکیبا سی سا یہ تک کو ترستی ہیں ۔ آدمی کا ہے کو عید کا چاند ہے ۔ فرق اس قدر ہے کہ قدرتی چاند مغربی اُفق کے نیلگون پردے سے نکلتا ہے اور تیرہ و تار دنیا کے سیاہ چہرے پر قلعی کرتا ہوا آسمان کا دورہ طے کرکے پھر غائب ہو جاتا ہے ۔ اور ہمارا مصنوعی چاند مشرقی جھروکے سے طلوع کرتا ہے ۔ بازار میں قتل عام کرتا ۔ دلوں کو قدم قدم پر پامال کرتے ناز سے سلتا ۔ شرخ منوری شعاعوں کے تار جھوڑتا ۔ مفقود الخبر ہو جاتا ہے ۔ ہان خوب یاد آیا یہ وہی سیپارہ ہے جس کو اوستاد نے کسی موقع پر مستثنیٰ کا خطاب دیا تھا خدا رکھے بڑے جدت پسند و حسن بازاری تو یہ حسن پرست ہیں ۔ حضرت ایک ہی جھلک میں جھپن مُن ہو گئے تھے ۔ بیخودی میں بیخ اوٹھے کہ اس کا حُسن لاجواب ہے ۔ معشوقوں میں انتخاب ہے اور جھٹ مستثنیٰ کی پچر ٹھونک دی ۔ کسی اور قدردان نے عید کا چاند کہدیا ۔ بعض خدا ترس طبیعت دار دوست نے اس عید کے چاند کو عروس کا جوڑا پہنانا چاہا پر فلک کا بُرا ہو ۔ کھنڈت ڈال دی ورنہ آج کو کسی اندھیرے گھر میں برقی لیمپ کی نمود نہ ہوتی ۔ عشاق میں غدر مچ جاتا ۔ مشتاقان جمال میں کھلبلی پڑ جاتی ۔ بیچاری بوڑھی بیبا کی روزی کا کوزا شکستہ ٹوٹ جاتا ۔ اور پھر کبھی عید کا چاند نظر نہ آتا ۔ نہ معلوم آج کون سا دن ہے کہ ماہتابی پردہ ماہوش سر کھلے اپنی کرتی کہاں نوجوان سہیلیوں کے ساتھ مغرب کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہی ہے ۔ اور نازک نازک انگلیوں سے کچھ بتلا رہی ہو کیا وہ پیر فلک سے اشارہ بازیان کرتی ہو ۔ نہیں لڑاتی ہو ۔ وہ ایسی اوچھال چکا نہیں بالغرض ہو بھی تو اوس کے چاہنے والے میاں پیر فلک کی بڑھیا چبا جائیں اوس کی نیم نظر کے گھائل تیر آہ کا مینہ برسا رہے ہیں ۔ ہائے ! اوس کی چنچل نگاہیں خونکار کرنے کی عادی نہیں معلوم ہوتا ہے خونکار ہو گئیں نہیں مجھے کیا جادو کر دیا کیا منتر پھونک مارکر ہنستے کا نام نہیں لیتیں ۔ اہیے میں ! یہ تیر ترازو جیسی قیمن کیسی سر ہو رہی ہیں ۔ خدا خیر کرے ۔ آخر عشاق باغی ہو گئے ۔ پیر فلک کی خوش نصیبی و خوشنائی پر کھسیانے ہو گئے ۔ رقابت کی آگ دلوں پر بھڑکی ۔ اپنی عید کے

چاند کو ماہتابی پر سر کھلا غیر محرم کے روبرو بے پردہ دیکھ کر تاب نہ رہی ۔ بندہ نے آسمان کی طرف سیدہ ہاتھ کر دین ۔ پیر فلک کی نا شائستہ حرکت پر بدو عا ہو کر تاہر ترزبان نے لگانے شروع کر دئے ۔ بیچارا بوڑھا دم بخود ہو گیا ۔ ساری نیکیان بھول گئین ۔ کہا ہے کہ دہر کی چوٹ بچائے کہ دہر کی چوٹ سے اپنے آغوش سے ایک اچھوتا چاند تیغ ابرو کی صورت نکال پھینکا ۔ اور یہ کہتا ہوا تو کدم بھاگا کہ مین تمہارا مصنوعی عید کا چاند پھوٹی نگاہ سے بھی نہیں دیکھتا مین از خود ہر مہینے قدرتی چاند پیدا کرتا ہون ۔ لو آج کا دن بھی کیسا مبارک ہے رمضان شریف کو ۲۹ دن گذر گئے ہین ۔ مین ایک خورد سال زہرہ تمثال کو تمہاری دلچسپی کے لئے چھوڑتا ہون ۔ خوب دیکھو بھالو ۔ جی اوکر گھورو ۔ رال ٹپک پڑے تو کہنا معاشقہ بہت تمہارے روزے نہ خطا ہو جائیں تو میرا ذمہ ۔ پیر فلک تو اتنا کہکر چلتا ہوا ۔ جاندبازوں نے اس نو عمر نو وارد کی آؤ بھگت مین سلامی داغی گنبد آسمان گونج اوٹھا ۔ دیکھو ان سے پٹنے پر نہ وہ نو عمر خورد سال معشوق زہرہ تمثال تھا بلکہ وہ کی عید کا چاند کسی پریجم کی تیغ ابرو جب مغربی افق مین ڈوبتا رہا ہے روزہ دارون کے درمیان صلی اللہ کا غلغلہ بلند ہوا مبارک سلامت کی دہوم مچ گئی ۔ ۲۹ کا چاند یارون کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہوا عید کی خوشیان منائی جانے لگین ۔ ہمارا عید کا چاند بھی یہ سمان دیکھ کر روٹھ بیٹھا نقاب مین سے افسوس ہو سنے ہی کو تہا کہ پنجاب ایک ہی چھلانگ مین دس کے روبرو ہو کر اونچے سرون مین کنگرے گرد کرانے سے دکہا دو چاند سا مکھڑا کردے چہرہ جاگے سے آنکھ ہٹ جاؤ عید ہو جائے ۔ پھر کہان یہ جادہ جانا نہ ہے باقی شر دحیات ۔ کہا مم ۔ کچھ بہی شفیق اور کچھ ہی نکر چخلص اپنا

تابجہا کہون نام ر ہنے دیجئے جناب مین اب تخلص اپنا

بھلے

حضرت ایل ج ۔ ابو المذاق ۔ بره پوروی ساکن فقیر

آگئی عید خوشی چھا گئی کیا دن ہے یہ دن
دوستو عید مبارک ہو بڑا دن ہے یہ دن

اخاہ مولانا پنچ بہادر ہین آئیے آئیے آپ کہئے کہان کہان رہے کدہر کدہر کی گپہ ڈگشتی لگائے ۔ جناب کیا کہون کیا آپ جانتے نہین جان انجان بنا اچھا نہین ۔ نہین نہین مولانا مین کچھ نہین جانتا او مطلق نہین واللہ مین سچ کہتا ہون ۔ آپ یقین کرین مین کیا میرے فرشتے خان کو بہی خبر نہین اچھا صاحب سنئے لیجئے سنئے اب افسانہ فرقت مجھے آپنے یاد دلایا تو مجہے یاد آیا ۔ لیکن ذرا اور کڑا دل کیجئے جائیے اور یہہ حرکوش اے تو یہ ہوش بجائے رکھئے سنئے مین رہا ۔

معشوقون کے خلخال	ہین
رنڈیون کے سرتال	ہین
یارون کے قیل و قال	ہین
شائقین بندہ دل کے رطل	ہین
دنیا کے جنجال	ہین
کچہری کی دیکھ بھال	ہین
شبنمی کے بال	ہین
بلبل کے خواب خیال	ہین
گھنڈ سے لیو نبذہ اولی کی چال	ہین
فقیر با کمال	ہین
جنٹلمینون کے بال	ہین
کرسی دار کی جانچ پڑتال	ہین
مو کر مسیحا کی چال	ہین
خادمون علیہ اللعن کی جال	ہین
مسلمانون کی تو تو مین مین بیچ حلال	ہین
صاحب بہادر کے ترقی کے ٹکسال	ہین
چین کے زوال	ہین
گورنمنٹ کے اقبال	ہین
پنچ کے بحال	ہین
ٹرانسوال کے جنگ و جدال	ہین

کبھی مشرق کبھی مغرب کبھی جنوب کبھی شمال مین وہ جو گشتا ہے مخدوم جہان جہا گشت مین ۔ ہون وحشت کا تقاضا ہوا گہر سے باہر آنا چاند نمان مسلہ پر نظر پڑی جنیت علامات کی ٹہری رمضان علیہ الغفران کے رخصتی کی سلامی کی بی عیدن جان کی آمد آمد کی دہوم مچی عیش و عشرت کا بازار گرم ہوا ایک عجیب عالم نظر آیا سے نوجوان نو شیرین سا جبین ہر آج ؛ حسن کا سانچا پرکے جکڑے ہے آج ؛ بانکی ٹوپی ہے چپو چکن ہر آج ؛ بانکپن پر نگوئی بلبلین ہر آج ؛ خوش لباسی پہ سر بار بان کر رہی نت خو نمو انجمن ہے کوئی گلبدن ؛ دیدنی کر مہ شمع کا بانکپن ؛ گوری گوری بانہون پر زرتن تا بدن ہی چھریرا ہیل ڈونگر گا پاپان درپئے سنے سنے لب کے در شریف تک پہر بجا بس سے گلے اپنے لگاو پیارے ہمارے تکلیفین انسان سارے ہی ہین ہے ۔ چار دن کی زندگی ہے جو ٹٹا ہے لوٹ لو مزہ) پھر ہم کہان تم کہان یہ عیش کے سامان کہان بقول بہالی نظیر سے سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ فقط

بھلے

زنگر علی خان انڈمانا پر

پنچ بہادر کو دودہ مبارک

مسٹر پنچ بہادر خالی دودہ کی مبارکی کم ہو گئی کیجئے

کہ خالی خولی دودھ کی مبارکی کیسی - سو بجان نام کو نہیں - حقیقت بات یہ ہے کہ امسال بباعث قحط سالی کے گندم کا پیداوار بہت کم ہوا کسیقدر ہوا بھی تو گندم روپیوں کے بہینٹ چڑھ گیا - سو بیان بنانے کو آوے تو کہاں سے - مگر پنچ بہادر کا پرچہ مطبوعہ ۱۴ جنوری سے واضح ہوا کہ بمبئی کی بہت سی رنڈیاں گابہن ہو گئی ہیں اور عنقریب ان کی ہتھیلیوں کا منہ کھل جائیگا -

پھر کیا پوچھنا ہے مسٹر پنچ بہادر کو دودھ ہی دودھ ہے کھاتے کھاتے اکتا جائیں گے اور خوب کھائیں گے کیونکہ مسٹر پنچ کھانے سے گھبراتے نہیں - اس واسطے میں کہتا ہوں کہ پنچیا کو دودھ مبارک -

---

محمد صدیق - از دار جلنگ

ای لوح حشر او بہانے کا وقت ہے | ای جوش گریہ موج دکھانے کا وقت ہے
ای آہ گرم برق گرانیکا وقت ہے | ای سوز سینہ آگ لگانیکا وقت ہے

کٹ جائے وہ زبان کہ جو نوحہ گر نہو
وہ آنکھ پھوٹ جائے جو اس غم میں تر نہو

پیارے صاحبان وہ کون سکتہ ہے جو بند تفصیل دل جمال کی ہے کہ آج کا سرزدہ ہم افزا و جانگزا ہے کہ جس قدر غم و الم و جزع و فزع و گریہ و زاری کیا جائے سب کم ہے یعنی ہماری شہنشاہ ہر دلعزیز جناب ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ قیصرہ ہند کہ جس کے سایہ امن و عافیت میں لوگ خوش گذران تھے اور جس کی بدولت ہزارہا طرح کی آسائشیں اٹھا رہے تھے بلا خیال کسی فرقہ و مذہب و ملت کے ملک ہندوستان میں عدل و رحم کے ساتھ ہم لوگوں کو حاصل نہیں اور جس نے اس جہان فانی کو ہیچ اور پوچ جان کر داغ فراق کا تمام عالم کے سینہ پر رکھ کر عالم باقی کو تشریف فرما ہوئیں اور سایہ اپنا ہم لوگوں کے سر سے اوٹھا لیا افسوس صد افسوس -

خون میشود ز دیدہ روان وامصیبتا
سر می زند ز شیشہ فغان وامصیبتا
مہر سپہر عزت و قدر و جلال شد
امروز زیر خاک نہان وامصیبتا
اقلیدس زمان و ارسطوی عہد رفت
نہیں گفتہ عالم گذران وامصیبتا
بگذشت از جہان و بجا گذاشت داغ
جان جہان و جسم زمان وامصیبتا
در عین فصل گل بہ گلستان عشرتم
ناگہ وزید باد خزان وامصیبتا

تواریخوں سے پایا جاتا ہے کہ اگرچہ اگلے وقت میں بڑے بڑے شہنشاہ با وقار گذرے ہیں لیکن ایسا نیک نیت و خوش اقبال رعایا پرور عادل باذل با شوکت و حشمت شہنشاہ آج تک نہیں ہوا کہ جس کی صفت محتاج بیان نہیں ہے بلکہ اظہر من الشمس ہے پس جس قدر غم و الم کیا جاوے کمی زیبا لیکن چونکہ طغرا نویس ازل نے نام لکھا ہے جاودانی کسی آفریدہ کے نامہ زندگی پر رقم نہیں کیا ہے اور نقاش موجودات نے نقش حیات صفحات ممکنات پر سوائے رقم کل شیء ہالک الا وجہہ ثبت نہیں فرمایا ہے اور خیاط کارخانہ قدم نے جامہ وجود کسیکا بغیر رشتہ عدم نہیں سیا ہی اور فراش قدرت نے شمع زندگانی کسیکا بے شمول تند باد آفت اجل سے روشن نہیں کیا ہے اور گلستان عمر کسی کا باد خزان مرگ سے محفوظ نہ رہیگا یہ وہ شربت ہے کہ از شاہ تا گدا ہر ذی حیات کو پینا ہوگا اور یہ وہ محنت ہے کہ بار اس کا سب کو اوٹھانا ہوگا بقول مشہور

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

چونکہ مرہم اس زخم کا سوائے صبر کے بنایا نہیں گیا ہے اور نسخہ اس مرض کا بجز شکیبائی کے لکھا نہیں گیا ہے پس ہم لوگوں کو چاہیئے کہ قول رضائے مولے از ہمہ اولیٰ مقدم کر کے سنگ صبر سینہ پر رکھ کر او فرض عین سمجھ کر ہم لوگ خواہ کسی فرقہ یا مذہب یا ملت کے ہوں حضور قلب سے دعائے مغفرت اسپے شہنشاہ عادل و باذل عدل گستر و رعایا پرور و خوش نیت کی درگاہ خداوند کریم سے کہ وہ ارحم الراحمین ہے طلب رہیں اور پس ماندگان خاندان شاہی کے لئے دعائے ترقی حشمت و اقبال روز افزوں میں مصروف رہیں اب اس فقرہ پر کہ اس کلمہ دعائیہ پر ختم کرتا ہوں الٰہی جس طرح تیرے کرم لا تحصی و لا تعد سے بیشمار موجودات عالم ہمارے قیصر ہند جنت آرامگاہ کے مسخر و زیر نگین رہے اوسی طرح ریاض ہای جنان سعدہ و بام سفر و منزل گاہ مسخر و موصوف رہیں فقط

نیاز مند کا کسیا محافظہ فرکرٹ
رائے بریلی

جاسوسوں کی رپورٹیں

لارڈ کچنر پریٹوریا سے تار دیتے ہیں کہ ۲۰ ماہ حال کو جنرل کننگھام اور جنرل بارنگٹن نے وینٹرسڈراپ کے شمال میں جنرل ڈیلیری کی فوج سے مقابلہ کیا ڈچوں کو شکست ہوئی اور وہ مغرب کی طرف بھاگ گئے ہمارے ۴۵ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔

ڈچوں نے رائبرگ کے قریب ۲۰ جدید داخل شدہ پولیس سپاہیوں کو بلا مقابلہ گرفتار کر لیا۔ ڈچوں نے کمبرلی کے شمال میں مویشیوں اور سامان رسد سے بھری ہوئی ٹرین پر قبضہ کیا۔

ایک ٹرین جس میں لارڈ کچنر سوار ہو کر [illegible]برگ جا رہے تھے ڈچوں نے حملہ کیا اور انجن کو ڈائنامائٹ سے اڑا دیا۔ مقابلہ میں ڈچ پسپا ہو گئے ہمارا نقصان قلیل ہوا۔

لندن گزٹ اطلاع دیتا ہے کہ پبلک ۹ مارچ کو پورا ماتم اور ۱۰ اپریل کو نیم ماتم کرے گی۔

ڈچوں نے کلیمن فونٹین کی کالن کو سخت نقصان پہنچایا۔

پریٹوریا میں شاہ اڈورڈ کے ٹرانسوال کے سپریم لارڈ مقرر ہونیکا اعلان دیا گیا۔

اخبار ڈیلی نیوز نے انگلش ڈریفس کے عنوان سے ایک مضمون آرٹیکل شائع کیا ہے جس میں اسباب پر زور دیا ہے کہ جنرل کولویل کورٹ مارشل کے سزاوار ہیں۔

ایسٹرن ٹیلیگراف کمپنی کے صدر نے بیان کیا کہ اس کمپنی سے جہاں تک ہو سکا ہندوستان کے سلسلہ تار کے مصارف کی تخفیف میں کوشش کی۔

لارڈ کچنر تار دیتے ہیں کہ جنرل ڈیویٹ پھر کیپ کالونی پر حملہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جنرل چارلس ناکس نے قصبہ [illegible] کے شمال میں ۲۰ میل پر جنرل ڈیویٹ سے مقابلہ کیا۔ اس لڑائی کی تفصیل اب تک وصول نہیں ہوئی ہے۔

ڈچوں نے ماڈر فونٹین اور وان ریبن کے کالن کو سخت نقصان پہنچایا۔ ڈچ کمانڈنٹ میرالیس اور دو اور ڈچ گرفتار ہوئے۔

جنرل ٹینیسن اور جنرل ٹیلاکل کی فوجیں کلان ولیم پہنچیں۔ اور چند روز میں جنگ شروع ہو جائیگی ڈچوں کے حملے روکنے کا کام بہت مشکل ہے کیونکہ راستے دشوار گذار ہیں اور ڈچوں کے پاس سامان رسد کافی ہے۔

شہنشاہ جرمنی نے شاہ ایڈورڈ کو ڈریگون گارڈ رجمنٹ کا کرنل انچیف مقرر کیا۔ ہر مجسٹی کوئین وکٹوریہ اس رجمنٹ کی سردار تھیں۔

اخبار نارتھ چینا ڈیلی نیوز لکھتا ہے کہ شان ہائیکون میں چینی بارود کا گودام جب برباد کیا جا رہا تھا اس وقت دفعتہ بارود کے بھڑک اٹھنے سے ۴۰ جاپانی ہلاک اور دو برٹش مجروح ہوئے۔

کیپ کالونی کے مختلف اضلاع میں ڈچوں نے کئی مقابلے کئے۔

نیو ساؤتھ ویلز کی گورنمنٹ نے جنرل فریزر [illegible] کو جنگ جنوبی افریقہ میں شامل ہونے کے ۲ ہزار سو سپاہی [illegible] ہیں ان میں سے ایک ہزار بالکل تیار ہیں اور حکم روانگی کے منتظر ہیں اور [illegible] ماہ حال کو میلبورن سے روانہ ہوگا۔

۲۰ جنوری کو جنرل ناکس نے ویلگ کے جنوب میں جنرل ڈیویٹ سے مقابلہ کیا۔ ابتک نتیجہ کا رپورٹ نہیں پہنچا۔ لارڈ کچنر رپورٹ کرتے ہیں۔ کہ جنرل بیچر نے دشمنوں کے ۵ سپاہی قتل اور ۳ گرفتار کئے۔ ہماری فوج کے لفٹنٹ ڈو اور ایک سپاہی مقتول اور ایک افسر اور ۱۲ سپاہی مجروح ہوئے۔

جنرل ڈیویٹ نے کل شام کو [illegible] کے قریب بلومفاونٹن اور لیڈی برانڈ لائن کو عبور کیا۔ بروس ہیملٹن کے سپاہی جو وار ڈورکس پر متعین تھے اون کو روک نہ سکے۔

کہا جاتا ہے کہ شاہ ایڈورڈ بذات خود پارلیمنٹ کا افتتاح کریں گے۔

بہت سے ڈچ قیدیوں کے سیلون بھیجے جانے کی درخواست لارڈ جارج ہیملٹن کے پیش ہوئی ہے ابتک اسکا تصفیہ نہیں ہوا۔

اخبار ڈیلی میل کیپ ٹاؤن کے ایک نامہ نگار سے مظہر ہے کہ جنرل ڈیویٹ ایک بڑی فوج کے ساتھ کیپ ٹاؤن میں داخل ہوئے۔

ایک سرکاری تار مظہر ہے کہ جنرل فرنچ ہی کیولری اور ماؤنٹیڈ انفنٹری کے ساتھ ڈیلاگوا اور نٹال ریلوے کے درمیان کا تمام راستہ دشمنوں سے صاف کر رہے ہیں۔ مقام [illegible] پر جنرل [illegible] نے ۲ ہزار ڈچوں سے مقابلہ کیا۔ ڈچوں کے ۱۲ سپاہی اور برٹش فوج کے ۸ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔

[illegible] ہزار ۵ سپاہی جن میں ۵۰۰ توپخانہ [illegible] کے ۱۰۰ اور [illegible] ہندوستانی سپاہی بھی ہوں گے لندن میں ہر مجسٹی کی نعش کے ساتھ ہونگے اور ۲۰ ہزار ۳ سو ۵ سپاہی سڑکوں پر صف بندی کریں گے۔

اخبار کا پیدا اس کا مالک و بزرگ رحیمی نہ
کریگا لہذا اسپر دحیل ہوا۔ قبایل تباہ۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کا دسواں سالانہ
جلسہ ۱۰ فروری کے اخیر ہفتہ کو اور اتوار کو ختم
دیا گیا۔

کیسٹری کنفرنس کا سالانہ جلسہ لاہور میں
ہوا۔ اسکے متعلق قرار پایا کہ جلسہ جون میں کیا جائے
ایام کرسمس میں۔

گورنمنٹ ہند عنقریب ایک افسر کو جدید رائفل
کی بیاری توپخانہ کے استعمال کے لیے سات سو
فیر خرید کرنے کیواسطے روانہ کریگی۔

مہاراجہ بہادر جنگ کی شادی خانہ آبادی کی
تقریب کی تاریخ ۹ فروری مقرر ہوئی ہے۔ متوفیہ
ملکہ معظمہ کی موت کے باعث کل مجالس رقص و سرود
اور پر لطف آمیز امورات بند کرگئے ہیں۔

۱۴ جنوری کو گلگت کی سڑک پر پانچ ڈاک
ہرکارے برف میں دب گئے۔ بڑی کوشش کے
بعد دو آدمی نکالے گئے جو سسک رہے تھے اور
تین مر گئے۔

آئندہ ۱۰ فروری کو لارڈ کرزن کے
لڑکیان دارجلنگ کو بھیجدیجائینگی۔

برٹش وسط افریقہ کی سکھ پلٹن کو وہان
ہمیشہ مقیم رکھنے کے لیے تدابیر سوچی جارہی ہیں
کیونکہ ان لوگون نے اپنی حسن خدمات سے افسرون
کو گرویدہ کرلیا ہے اب سے انہیں جاٹ اور
مذہبی قوم کے سپاہی بھی شامل نہیں کئے
جائینگے۔

اس امر کا تصفیہ ہوگیا کہ بلوچستان
ایجنسی جو اب تک گورنر جنرل ہند کے ماتحت تصور
کیجاتی تھی اب سے وہ ایک آزاد محکمہ خیال کیا
جائیگا۔ گورنمنٹ ہند سے اُسے کسی قسم کا تعلق
نہ رہیگا۔ اور ہندی فوجی قانون کے رو سے
وہ ایک علحدہ دفتر شمار ہوگا۔

صاحب امیر کابل کو علم سائنس کا بڑا شوق
ہے آپ نے ارادہ کیا ہے کہ علم سائنس کے
کتابیں جو انگریزی میں ہیں اون کا زبان فارسی
میں ترجمہ کیا جائے تاکہ اوس سے زیادہ فائدہ اٹھائے
اسلام کے لئے امیر صاحب نے پنجاب کمیشن کے
ایک لایق افسر کو منتخب کیا ہے۔ سر ج لیمپر ایرز
صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ملتان میں عنقریب
جدید منصب پر جاوینگے۔

ساؤتھ انڈیا میل نامی جو اخبار مدراس
میں شایع ہوتا ہے اوسکا ایک نامہ نگار رقمطراز
ہے کہ اوایل ۱۹۰۱ء میں ایک مسٹر کے نائب
کلکٹر مسٹر ہوبیس نے راینڈ کے کرائسٹ چرچ
نامی گرجا میں مسس ورا رتنام نامی ایک چوشٹ
عورت سے شادی کرلی ہے۔

شب سہ شنبہ کو قحط ہند کے متعلق جو ہفتہ وار
شایع ہوا ہے اوس سے پایا جاتا ہے کہ ہفتہ
مختتمہ ۱۹ جنوری میں شہر کے اکثر حصون میں
جو بارش ہوئی تھی اوس سے فصل ربیع کو
قدرے فائدہ ہوا ہے مگر بعض حصوں میں ابھی بارش
سے بجنسہ زراعت کو صدمہ پہنچا ہے۔

برٹش افواج مقیم ہند ضلع ڈیرہ کے برگیڈیر
جنرل ڈبلیو سی بلاک اوایل اپریل آئندہ میں ۸ ماہ
کی رخصت پر ولایت روانہ ہونگے۔

کلکتہ کے انگریزی اخبار ہند و پیٹریٹ کا
آکار بہت بڑا کیا گیا اور سبز کاغذ پر روزانہ شایع ہوتا ہے۔

ناول رازِ دہلی

ناظرین! اگر آپ بعض پردہ نشین
خاندان کا سچا فوٹو اور اصلی واقعہ
دیکھنا۔ تعلیم نسوان کے برے نتایج
کو ملاحظہ کرنا۔ قلعہ معلی کے امرا کے
چٹخارے لینا۔ دہلی کے مشہور
بڑے بڑے بازارون۔ اور باغون
کی گھر بیٹھے سیر کرنا۔ ناول کے بعض
پہلو کا دیکھنے والے۔ ظریف اور
بانکے سے لطف اوٹھانا چاہتے
ہیں تو اس ناول کو ضرور منگا ہیے۔

قیمت فی جلد ۱۲

محصول ذمہ خریدار

المشتہر

مینیجر افضل الاخبار دہلی

آجکل ہر شخص متوفیہ ملکہ معظمہ کے سوگ اور
غم میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور چونکہ یہ سوگواری عام
مقرر کیا گیا ہے۔ لہذا گورنمنٹ ہاؤس میں
اس زمانہ میں تفریحین اور دربار اور مجلسیں جو
ہوا کرتی تھیں کل موقوف ہوگئیں۔

جوہانسبرگ کی جدید پولیس کے سرجنٹ ایم
ڈکسن وا کرم شیز لشدن ہارس (رسالہ) کے
ساتھ جنوبی افریقہ کو روانہ ہوئے تھے ان کو ۱۲
دسمبر گزشتہ کو مقام جنوبی پہاڑ پر مارے جانیکی خبر
سرکاری طور پر مشتہر ہوئی ہے۔

مطبع حمیدیہ ہی اقم بمبئی بھنڈی بازار میں حکیم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔